بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون نمبر ۹۴

رجسٹرڈ ایل نمبر ۵۲۵۴

عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا ۔ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ

روزنامہ

الفضل ربوہ

یوم سہ شنبہ

ایڈیٹر روشن دین تنویر

The Daily

ALFAZL

RABWAH

قیمت فی پرچہ ۲ پیسے

جلد ۵۳/۱۸	۲۲ تبوک ۱۳۴۳ ہش ۱۵ جمادی الاول ۱۳۸۴ھ ۲۲ ستمبر ۱۹۶۴ء	نمبر ۲۲۰

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

— محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب —

ربوہ ۲۱ ستمبر بوقت ۸ بجے صبح

پرسوں بعد دوپہر حضور کو بے چینی کی تکلیف ہو گئی تھی۔ کل صبح کے وقت بھی حضور کو کچھ بے چینی کی تکلیف رہی۔ پھر دن بھر طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی۔ شام کے وقت کچھ بے چینی ہو گئی۔ اِس وقت طبیعت ٹھیک ہے۔

احبابِ جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین

اخبارِ احمدیہ

○ مکرم مولوی محمد صدیق صاحب مبلغ انچارج سنگاپور مشن اطلاع دیتے ہیں کہ وہاں فسادات کی وجہ سے حالات مخدوش ہیں وہ احبابِ جماعت کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو اپنی خاص حفاظت میں رکھے۔ نیز ملائی باشندوں اور چینیوں میں امن وامان قائم فرمائے۔ تا وہ صلح و آشتی سے رہ سکیں۔ آمین۔

(وکالت تبشیر ربوہ)

○ مکرم بشارت احمد صاحب امروہی مبلغ بورنیو وہاں سے اطلاع دیتے ہیں کہ ہمارے ایک مخلص نوجوان چیگو امیر بن جمالی جو آجکل نیوزی لینڈ ٹریننگ کے لئے گئے ہوئے ہیں۔ بیمار ہیں۔ اسی طرح برونائی کے ایک مخلص دوست محمد شریف نیو کچھ پریشانیوں میں مبتلا ہیں۔ احبابِ جماعت سے ان کے لئے درخواست دعا ہے۔

(وکالت تبشیر ربوہ)

○ مورخہ ۱۸ ستمبر بروز جمعہ حضرت سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کی بیگم صاحبہ محترمہ کا راولپنڈی میں اپریشن ہوا ہے جو بفضلہ تعالیٰ کامیاب رہا ہے۔

احبابِ جماعت توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ محترمہ موصوفہ کو اپنے فضل سے جلد صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں

کوشش کرو تا متقی بن جاؤ۔ تقویٰ یہی ہے کہ پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو

"تمہارے فتحمند اور غالب ہو جانے کی یہ راہ نہیں کہ تم اپنی خشک منطق سے کام لو یا تمسخر کے مقابل پر تمسخر کی باتیں کرو یا گالی کے مقابل پر گالی دو۔ کیونکہ اگر تم نے یہ راہیں اختیار کیں تو تمہارے دل سخت ہو جائیں گے۔ اور تم میں صرف باتیں ہی باتیں ہونگی جن سے خدا تعالیٰ نفرت کرتا ہے اور کراہت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ سو تم ایسا نہ کرو کہ اپنے اوپر دو لعنتیں جمع کر لو ایک خلقت کی اور دوسری خدا کی بھی۔

یقیناً یاد رکھو کہ لوگوں کی لعنت اگر خدا تعالیٰ کی لعنت کے ساتھ نہ ہو کچھ بھی چیز نہیں۔ اگر خدا ہمیں نابود نہ کرنا چاہے تو ہم کسی سے نابود نہیں ہو سکتے۔ لیکن اگر وہی ہمارا دشمن ہو جائے تو کوئی ہمیں پناہ نہیں دے سکتا۔ ہم کیونکر خدا تعالیٰ کو راضی کریں اور کیونکر وہ ہمارے ساتھ ہو، اس کا اُس نے مجھے بار بار یہی جواب دیا کہ تقویٰ سے۔ سو اے میرے پیارے بھائیو کوشش کرو تا متقی بن جاؤ۔ بغیر عمل کے سب باتیں ہیچ ہیں اور بغیر اخلاص کے کوئی عمل مقبول نہیں۔ سو تقویٰ یہی ہے کہ ان تمام نقصانوں سے بچکر خدا تعالیٰ کی طرف قدم اٹھاؤ اور پرہیزگاری کی باریک راہوں کی رعایت رکھو۔ سب سے اول اپنے دلوں میں انکسار اور صفائی اور اخلاص پیدا کرو اور سچ مچ دلوں کے حلیم اور سلیم اور غریب بن جاؤ کہ ہر ایک خیر اور شر کا بیج پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے۔ اگر تیرا دل شر سے خالی ہے تو تیری زبان بھی شر سے خالی ہوگی اور ایسا ہی تیری آنکھ اور تیرے سارے اعضاء۔ ہر ایک نور یا اندھیرا پہلے دل میں ہی پیدا ہوتا ہے اور پھر رفتہ رفتہ تمام بدن پر محیط ہو جاتا ہے۔ سو اپنے دلوں کو ہر دم ٹٹولتے رہو اور جیسے پان کھانے والا اپنے پانوں کو پھیرتا رہتا ہے اور ردی ٹکڑے کو کاٹتا ہے اور باہر پھینکتا ہے۔ اسی طرح تم بھی اپنے دلوں کو مخفی خیالات اور مخفی عادات اور مخفی جذبات اور مخفی ملکات کو اپنی نظر کے سامنے پھیرتے رہو اور جس خیال یا عادت یا ملکہ کو ردی پاؤ اس کو کاٹ کر باہر پھینکو۔ ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے سارے دل کو ناپاک کر دیوے اور پھر تم کاٹے جاؤ۔

پھر بعد اس کے کوشش کرو اور نیز خدا تعالیٰ سے قوت اور ہمت مانگو کہ تمہارے دلوں کے پاک ارادے اور پاک خیالات اور پاک جذبات اور پاک خواہشیں تمہارے اعضاء اور تمہارے تمام قویٰ کے ذریعہ سے ظہور پذیر اور تکمیل پذیر ہوں تا تمہاری نیکیاں کمال تک پہنچیں۔"

(ازالہ اوہام صفحہ ۳۳۵)

مسعود احمد پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲۲ ستمبر ۶۲ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام نے ہر کام کو شروع کرتے وقت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنے کی ہدایت کی ہے۔ اور یہ امر واقعی مستحسن ہے کہ اکثر مسلمان ہر کام کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ضرور پڑھتے ہیں۔ بلکہ یہ الفاظ ہماری ذہنیت میں اتنے رچ گئے ہوئے ہیں کہ ہم ان کو کسی حالت میں فراموش نہیں کر سکتے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم دراصل ایک دعا ہی ہے۔ اور ہر کام کے شروع میں پڑھنے سے یہی مطلب ہے کہ گویا ہم اپنے کام میں اللہ تعالیٰ کی مدد چاہتے ہیں۔ کیونکہ کاموں کو حقیقی تکمیل دینے والی اسی کی ذات پاک ہے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے ہمیں کام کرنے کے لئے ہاتھ پاؤں اور دیگر اعضا عطا کئے ہیں اور مادی کاموں میں ہمارے اعضا کی قوت ضروری ہے اسی طرح ہماری زندگی کے روحانی پہلو کی تکمیل کے لئے دعا ضروری ہے۔ بلکہ یوں کہئے کہ ہماری زندگی کو خوش اسلوبی سے گزارنے کے لئے جس طرح ہمیں اپنے اعضاء کی طاقت سے کام لینا ضروری ہے اسی طرح دعا بھی ضروری ہے۔

دعا ہماری زندگی میں توازن پیدا کرتی ہے۔ بے شک ہماری جسمانی قوتیں دعا کے بغیر بھی اپنا کام پورا کر سکتی ہیں مگر وہ ہمیں ٹھیک راستہ پر نہیں چلا سکتیں وہ تو اندھی طاقتیں ہیں۔ البتہ ایک حد تک ان طاقتوں کی رہنمائی عقل کرتی ہے مگر زندگی کے پورے مقاصد کی تکمیل کے لئے عقل بھی کافی نہیں ہے۔ ایک طبیب اپنے علم کی بناء پر بیماری کی تشخیص کرتا ہے۔ اور دوا تجویز کرتا ہے لیکن دنیا میں کوئی بھی ایسا طبیب نہیں ہے خواہ وہ کتنا ہی ملحد کیوں نہ ہو جو یہ دعوے کر سکتا ہے کہ اس کی تشخیص بالکل صحیح ہے اور مریض کے تمام حالات کے پیش نظر جو دوا اسنے تجویز کی ہے وہ مریض کو کامل شفا دے دیگی۔ یہی وجہ ہے کہ مسلمان طبیب نسخہ لکھتے وقت "ھو الشافی" یعنی شفا دینے والا اللہ تعالیٰ ہی ہے لکھتے ہیں۔ یہ بھی دراصل دعا ہی ہوتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ انسان خواہ کتنا ہی عالم و فاضل دانا بینا اور فیلسوف کیوں نہ ہو وہ کسی کام کے انجام کے متعلق پورا یقین نہیں دلا سکتا۔ جو کچھ وہ یقین کے طور پر کہتا ہے وہ محض قیاس ہوتا ہے۔

الغرض "دعا" ہمارے کاموں کی تکمیل کے لئے خواہ وہ کتنے ہی دنیوی ہوں ایک نہایت اہم حصہ ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ دعا کا یہ ہرگز مطلب نہیں ہے کہ گویا یہ کوئی جادو یا ٹونہ ہے یا کوئی شعبدہ بازی کا ٹوٹکا ہے۔ بلکہ یہ ایک نہایت ٹھوس حقیقت ہے جو ہماری زندگی کی دراصل جان ہے۔

اس لئے ضروری ہے کہ ہم ان قوتوں سے بھی کام لیں جو مادی لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں ودیعت کر رکھی ہیں۔ جو لوگ دعا کو کوئی جنتر منتر سمجھتے ہیں دعا ان کو کوئی فائدہ نہیں دیتی البتہ خلوص دل سے کی ہوئی دعا کبھی ضائع نہیں جاتی خواہ ہم اس کے اثرات کو سمجھیں یا نہ سمجھیں۔ جو انسان دعا کے فلسفہ کو سمجھتا ہے وہ کبھی نہیں کہہ سکتا کہ اس کی دعا قبول نہیں ہوئی۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دعا کے ہر پہلو پر کما حقہ روشنی ڈالی ہے۔ روشنی کیا ڈالی ہے آپ نے "دعا" کو "زندہ" کر کے ہمارے سامنے رکھ دیا ہے۔ اور آپ نے حقیقی دعا کو شعبدہ بازی سے الگ کر کے دکھایا ہے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"ایسے قصے کہ فلاں فقیر نے پھونک مار کر یہ بنا دیا وہ کر دیا سنت اللہ اور قرآن شریف کے مخالف ہونے کی وجہ سے جھوٹے ہیں۔ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا۔

(ملفوظات جلد سوم صـ۲۰۶)

پھر غور کیجئے دعا ہماری زندگی کے مقاصد کی تکمیل کے لئے ایک لازمی جزو ہے اس لئے اس کو زندگی سے علیحدہ نہیں کیا جا سکتا اور زندگی کی تکمیل کے لئے مادی قوتیں بھی بنیادی حیثیت رکھتی ہیں دعا اس خامی کو پورا کرتی ہے جو ہماری قوتوں کی محدودیت کی وجہ سے لازماً رہ سکتی ہے۔ ہماری عقل بھی ایک محدود قوت ہے ان حدود سے بالا "دعا" ہے۔ الفضل کا آج کا پرچہ بھی ہم تازہ جوش سے "دعا" کے ساتھ شروع کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی خداداد قوتوں کے صحیح استعمال کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

"دعا" کے ضمن میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کچھ ملفوظات ہم ذیل میں درج کرتے ہیں:۔

"میرے نزدیک خدا تعالیٰ کا خوف اور خشیت ایسی چیز ہے جو انسان کی گناہ کی زندگی پر موت وارد کرتی ہے۔ جب سچا خوف دل میں پیدا ہوتا ہے تو پھر دعا کیلئے تحریک ہوتی ہے اور دعا وہ چیز ہے جو انسان کی کمزوریوں کا جبر نقصان کرتی ہے اس لئے دعا کرنی چاہیئے۔ خدا تعالیٰ کا وعدہ بھی ہے ادعونی استجب لکم۔ بعض وقت انسان کو ایک دھوکا لگتا ہے کہ وہ عرصہ دراز تک ایک مطلب کے لئے دعا کرتا ہے اور وہ مطلب پورا نہیں ہوتا تب وہ گھبرا جاتا ہے حالانکہ گھبرانا نہ چاہیئے بلکہ طلبگار باید صبور و حمول دعا تو قبول ہو جاتی ہے لیکن انسان کو بعض دفعہ پتہ نہیں لگتا۔ کیونکہ وہ اپنی دعا کے انجام اور نتائج سے آگاہ نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ جو عالم الغیب ہے اس کے لئے وہ کرتا ہے جو مفید ہوتا ہے۔ اس لئے نادان انسان یہ خیال کر لیتا ہے کہ میری دعا قبول نہیں ہوئی۔ حالانکہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے علم میں یہی مفید تھا کہ وہ دعا اس طرح پر قبول نہ ہو بلکہ کسی اور رنگ میں ہو۔ اسکی مثال ایسی ہے کہ جیسے ایک بچہ اپنی ماں سے آگ کا سُرخ انگارہ دیکھ کر مانگے تو کیا دانشمند ماں اُسے دیدے گی؟ کبھی نہیں۔ اسی طرح پر دعا کے متعلق بھی ہوتا ہے۔ غرض دعائیں کرنے سے کبھی تھکنا نہیں چاہیئے دعا ہی ایسی چیز ہے جو خدا کی طرف سے ایک قوت اور نور عطا کرتی ہے جس سے انسان بدی پر غالب آ جاتا ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صـ۳۵۲)

۲۔ "دعا جب قبول ہونے والی ہوتی ہے تو اللہ اس کے لئے دل میں ایک سچا جوش اور اضطراب پیدا کر دیتا ہے اور بسا اوقات اللہ تعالیٰ خود ہی ایک دعا سکھاتا ہے اور الہامی طور پر اس کا پیرایہ بتا دیتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے فتلقّی آدم من ربّہ کلماتٍ۔ اس سے صاف پایا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنے راستباز بندوں کو قبول ہونے والی دعائیں خود الہاماً سکھا دیتا ہے۔

بعض اوقات ایسی دعا میں ایسا حصہ بھی ہوتا ہے جس کو دعا کرنے والا ناپسند کرتا ہے مگر وہ قبول ہو جاتی ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس آیت کے مصداق ہے عسٰی ان تکرھوا شیئًا و ھو خیر لکم۔"

(ایضاً صـ۲۲۱)

"سچا تقویٰ اختیار کرو
کہ خدا تعالیٰ تم سے راضی ہو۔"
(حضرت مسیح موعودؑ)

خونِ جگر کے قطرے

خونِ جگر کے قطرے حرفوں میں آ رہے ہیں
باتیں بنانے والے باتیں بنا رہے ہیں
کہتے ہیں علم مومن کا مالِ گمشدہ ہے
اس مالِ گمشدہ کو ہم لوگ پا رہے ہیں
جو لوگ خود خلا میں جا جا کے گھومتے ہیں
وہ ریگزار زمیں پر ہم کو سکھا رہے ہیں
کرتے ہیں نقشِ پا جو منزل کی رہنمائی
افسوس ہے کہ اب وہ سب مٹتے جا رہے ہیں
کانوں میں روئی ٹھونسے بیٹھے ہیں اہلِ محفل
تنویرؔ بھیرویں یہ کس کو سنا رہے ہیں

ہندو دھرم کے تاریخی ثقافتی اور علمی لٹریچر میں

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کوہ ہمالہ کی طرف آنے کا ذکر

از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مشن بمبئی - بھارت

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا سفر مشرقی ممالک کی طرف" لگ بھگ ایک صدی سے بحث و تحقیق کا موضوع بنا ہوا ہے۔ سب سے پہلے ایک واضح اور مبین رنگ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس موضوع پر قلم اٹھایا۔ آپ نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب جس کا نام ہے "مسیح ہندوستان میں" اس کے علاوہ اپنی مختلف تحریروں میں جابجا اس مسئلہ پر بسیط روشنی ڈالی۔ آپ کی ان تمام تحریروں کا خلاصہ یہ ہے کہ واقعہ صلیب "کے بعد حضرت مسیح فلسطین سے ہجرت کرکے کشمیر آ گئے۔ لمبا عرصہ تک یہاں فریضۂ تبلیغ ادا کرتے رہے۔ یہیں آپ نے وفات پائی۔ اور آپ کا روضہ مبارک آج بھی محلہ خانیار سری نگر (کشمیر) میں موجود ہے۔ آپ نے یہ بھی لکھا کہ مستقبل میں ہمارے اس دعوے پر اور بہت سی شہادتیں دستیاب ہونگی۔

روسی سیاح کی شہادت

حضور علیہ السلام کی اس تحقیق کے بعد ہم دیکھتے ہیں کہ ایک روسی سیاح تبت کے بعض علاقے کی سیر کو نکلا۔ وہ بودھ دھرم کے مذہبی پیشواؤں (لاموں) سے ملا۔ اس کو باتوں باتوں میں معلوم ہوا کہ حضرت مسیح تبت بھی آئے تھے۔ اور ان کا ذکر بدھوں کی بعض کتابوں میں موجود ہے۔ اس سیاح کو ان روایات سے بڑی حیرت و مسرت ہوئی۔ اس نے کتابوں کے وہ مقامات خود دیکھے۔ جہاں حضرت مسیح کا ذکر پایا جاتا ہے۔ اس نے بعض "لاماؤں" کی مدد سے ان کے اقتباسات لے کر ایک کتاب لکھی جس کا نام ہے۔ "مسیح کی نامعلوم زندگی کے حالات" یہ کتاب اس نے پادریوں کی شدید مخالفت کے باوجود پیرس سے شائع کی۔

پنڈت جواہر لال نہرو کی شہادت

اس کے بعد ہم ہندوستان کے ایک مشہور مؤرخ اور سیاسی راہنما کو تذکرہ کرتے ہوئے پاتے ہیں۔ یعنی پنڈت جواہر لال نہرو۔ انہوں نے ۲ اپریل ۱۹۳۲ء کو نینی جیل الہ آباد سے اپنی بیٹی اندرا گاندھی (موجودہ وزیر اطلاعات و نشریات بھارت) کو ایک خط میں منجملہ اور باتوں کے یہ بھی لکھا کہ:-

تمام وسط ایشیا میں یعنی کشمیر لداخ۔ تبت بلکہ اس سے بھی آگے لوگوں کو یہ کامل یقین تھا۔ کہ حضرت عیسیٰ یہاں آئے تھے بعض کا یہ خیال ہے کہ وہ ہندوستان تک بھی آئے تھے۔

(جگ بیتی مجموعہ خطوط جواہر لال نہرو بنام اندرا گاندھی)

روزنامہ اجیل کی شہادت

۱۹۶۱ء کی بات ہے بعض اخبارات میں یہ بات زیر بحث آئی۔ اور کہا گیا کہ اس علاقہ کے بعض آثار سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) لداخ کے علاقہ میں آئے تھے۔ (دیکھئے روزنامہ اجیل بمبئی ۱۹ فروری ۱۹۶۱ء)

بھوشیہ مہاپران کی شہادت

اس اثنا میں اور ایک حیرت انگیز حقیقت کا انکشاف ہوا۔ اور اس کا ذکر جماعت کے بعض لٹریچر میں بھی آیا۔ وہ یہ کہ ہندو دھرم کے علمی۔ ثقافتی اور تاریخی ذخیرۂ معلومات یعنی "پرانوں" میں سے "بھوشیہ مہاپران" میں بھی حضرت عیسےٰ مسیح کے کشمیر کی طرف آنے کا ذکر پایا جاتا ہے۔ اس "پران" میں یسوع مسیح سے ایک راجے کی ملاقات کا ذکر کیا گیا ہے۔

میں نے نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان کی ہدایت کے ماتحت اس حوالہ کی تلاش شروع کی۔ بحمد اللہ کہ بہت سی لائبریریوں اور علمی اداروں میں تلاش و جستجو کے بعد یہ حوالہ مل گیا۔ یہ "بھوشیہ مہاپران" تیسرے کانڈ دوسرے ادھیائے کی عبارت ہے۔ یہ عبارت شلوک نمبر ۲۱ سے شروع ہوئی ہے۔ اور اسی ادھیائے کے شلوک نمبر ۳۲ پر ختم ہوئی ہے۔ ترجمہ حسب ذیل ہے۔

ترجمہ۔ ایک دن "ساکا" کے راجہ "ہن دیش" کے بیچ ہمالہ پہاڑ پہ گئے۔ وہاں انہیں پہاڑ پر بیٹھا ہوا ایک آدمی ملا۔ جو خوبصورت تھا گورا تھا۔ اور سفید کپڑے پہنے تھا۔

راجہ نے اس سے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ تو اس نے بڑی خوشی سے جواب دیا کہ آپ مجھے کنواری عورت کے بطن سے پیدا شدہ "خدا کا بیٹا" سمجھیں۔

میں ملیچھ دھرم کا مبلغ ہوں۔ مذہب صداقت پر میرا اعتقاد ہے۔

یہ سنکر راجہ نے پھر پوچھا کہ آپ کس دھرم کو مانتے ہیں؟ اس گورے آدمی نے جواب دیا

اے مہاراجہ! جب حدود شریعت کو توڑنے والے "ملیچھ دیش" میں صداقت نابود ہوگئی تو میں مسیح "بنکر آیا۔

جب شرارت پسندوں کے خوفناک حالات پیدا ہوئے تو میں "ملیچھ دیش" میں ان حالات کے مطابق "مسیح" بنکر مبعوث ہوا۔

اے راجہ میں نے اچھی اور بری خواہشات سے اپنے من کو پاک کر کے ملیچھ دیش میں جو دھرم قائم کیا وہ یہ ہے۔

"شاستروں" کی تعلیم کے مطابق انسان کو انصاف اور سچی باتوں کے ذریعہ ان ظاہر و مطہر خدا کی یاد کرنی چاہیئے "سورج منڈل" میں رہنے والے خدا کی ہمیشہ توجہ و یکسوئی سے عبادت کرنی چاہیئے۔

وہ خدا ہمیشہ سورج کی طرح ثابت اور ظاہر و باہر ہے۔ سبھی حقائق اور صداقتوں کو ہر طرف سے جذب کرنے کے باعث اے راجہ! میں "مسیحا" ہوگیا

خدا کی پاک و صاف اور نفع بخش تصویر میرے دل میں ہونے کے باعث، مجھ کو "عیسےٰ مسیح" کا نام دیا گیا۔

یہ سنکر راجہ اس ملیچھ کو تسلیمات بجا لایا اور اس کو "ملیچھ دیش" میں برقرار کر دیا۔ (بھوشیہ مہاپران کانڈ ۳ ادھیائے ۲ شلوک ۲۱، ۳۲)

ان شلوکوں میں واضح طور پر مسیح۔ مسیحا اور عیسےٰ مسیح کے الفاظ آتے ہیں۔ یہ دیکھ کر یہ نہیں سمجھنا چاہیئے کہ یہ کسی سنسکرت لفظ کا ترجمہ ہے۔ یہ ترجمہ نہیں بلکہ ان شلوکوں میں بعینہٖ یہی الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اور یہ ان شلوکوں کے اصل الفاظ ہیں۔

ان شلوکوں میں "ساکا قوم" "ہن دیش" اور "ملیچھ دیش" کے الفاظ آتے ہیں۔ یہ تمام باتیں وضاحت طلب ہیں۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ اپنے مضمون کی دوسری قسط میں ان الفاظ اور اس حوالہ کے اور چند متعلقات پر روشنی ڈالوں گا۔

کشمیر آنے کا زمانہ

لیکن بہرصورت اس زمانہ سے یہ بات ثابت ہو جاتی ہے کہ حضرت عیسےٰ علیہ السلام واقعہ صلیب کے بعد کشمیر آئے جیسا کہ جماعت احمدیہ کا عقیدہ ہے۔ رہ گئی یہ بات کہ وہ واقعہ صلیب سے پہلے کشمیر میں آئے یا نہیں؟ اس سے ہمارے مدعا کا کوئی تعلق نہیں۔ ممکن ہے کہ آئے ہوں۔ بنی اسرائیل کی غالب اکثریت تو اس علاقے میں تھی۔ ہو سکتا ہے کہ فلسطینی اسرائیلیوں سے ان کے کچھ تعلقات ہوں۔ اور وہ اس تعلق کی وجہ سے ادھر آئے ہوں اور اپنی نامعلوم زندگی کا کچھ حصہ ان ہم قوم قبائل میں گزارا ہو۔

ٹیکسلا یونیورسٹی

بعض ہندو عالموں کا یہ دعوےٰ کرنا کہ حضرت مسیح نے "ٹیکسلا یونیورسٹی" میں تعلیم پائی بالکل بے بنیاد ہے۔ اس یونیورسٹی کا تو جناب مسیح کی آمد سے پہلے کوئی وجود ہی نہیں تھا۔ یہ یونیورسٹی تو اس وقت عالم وجود میں آئی۔ جب آپ واقعہ کشمیر کے بعد ہجرت کرکے کشمیر آ گئے۔ دو ہزار سال پرانے ہندوستان کی تاریخ اتنی واضح نہیں کہ کسی سن اور تاریخ کی آسانی سے تعیین کر دی جائے۔ کہا جاتا ہے کہ گوتم بدھ کی بعثت کا پہلا دور پہلی صدی عیسوی کے آغاز ہوتے ہی ختم ہو گیا۔ اسی دور میں مشرقی ہندوستان کے طاقتور راجاؤں نے اپنے سیاسی اثر و رسوخ کے ذریعہ بدھ دھرم کو بہت سے ممالک میں پھیلا دیا۔

بدھ ازم کا دوسرا دور

لیکن دوسرا دور جو پہلی صدی عیسوی کی پہلی ہی دہائی میں شروع ہو جاتا ہے۔ یہ بدھ دھرم کی نشاۃ ثانیہ کا دور تھا۔ اس دور میں بدھ دھرم کا عروج ہندوستان کے مغربی علاقہ سے ہوا۔ اور اس کے لئے خدا نے ترکمانی "قبائل کے "ساکا" اور کشان" خاندان کا انتخاب کیا۔ اسی دور میں حضرت مسیح ہجرت کرکے فلسطین سے کشمیر آئے اور اپنی نبوت کا اعلان کیا۔ آپ کی تعلیمات سے بدھ دھرم کچھ اس طرح متاثر ہوا کہ آگے چلکر بدھ دھرم اور جناب مسیح کی تعلیمات میں امتیاز کرنا دشوار ہوگیا۔ اسی زمانہ میں گوتم بدھ

اور حضرت مسیح کی تعلیمات کی اشاعت کے لئے ٹیکسلا یونیورسٹی قائم کی گئی۔ [illegible]

عجائباتِ قدرت

سائنسی انکشافات میں اتفاق کا عنصر

مکرم پروفیسر حبیب اللہ خان صاحب ایم ایس سی ——— ربوہ

جب ہم محققینِ سائنس اور ان کی کارگزاریوں کا تاریخی نقطۂ نگاہ سے مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں ان کی زندگی، ان کی کاوشوں اور ان کی مساعی سے بہت سے سبق حاصل ہوتے ہیں اور کئی پہلوؤں سے یہ مطالعہ نہایت درجہ دلچسپ اور مفید ہوتا ہے۔ کہیں یہ نظر آتا ہے کہ ایک شخص ناساعد حالات میں سے گزر رہا ہوتا ہے اس کے گردوپیش غربت و افلاس ڈیرے ڈالے ہوتی ہے اور ترقی کی راہیں مسدود نظر آتی ہیں لیکن وہ محنت، ہمت اور استقلال سے کام لے کر اپنی منزل کی طرف قدم بڑھاتا چلا جاتا ہے اور بالآخر دنیا میں بڑی عزت و شہرت کا مالک بن جاتا ہے۔ کہیں یہ دکھائی دیتا ہے کہ ایک شخص ایک صداقت کو پالیتا ہے لیکن ساتھ ہی یہ بھی جانتا ہے کہ اس کے اعلان اور برملا اظہار سے اس کی جان و مال اور عزّت و آبرو خطرہ میں پڑ جائے گی۔ اس علم کے باوجود بسا اوقات وہ اپنی جان کو جوکھوں میں ڈالنا پسند کرتا ہے لیکن یہ پسند نہیں کرتا کہ صداقت کا خون ہو۔ غرض کئی پہلوؤں سے ایسا مطالعہ بڑا مفید ہوتا ہے۔ اس جگہ ایک خاص پہلو بیان کرنا مطلوب ہے۔

تاریخِ سائنس کے مطالعہ سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ بعض دفعہ اہم انکشافات بالکل اتفاقی طور پر ہو جاتے ہیں۔ ان کی دریافت میں سائنسدان کے ارادہ یا کوشش کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ وہ ایک خاص مسئلہ پر غور کر رہا ہوتا ہے یا کسی خاص تجربہ میں مصروف ہوتا ہے کہ اچانک ایک نئی چیز اس کی آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے اور وہ علمی رنگ میں یا عملی زندگی میں بہت مفید ثابت ہوتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کیا عجیب اتفاق ہو گیا۔ تھوڑی دیر کے لئے وہ بڑی حیرانی اور دلچسپی کا اظہار کرتے ہیں۔ پھر یہ سمجھتے ہوئے کہ کبھی یوں بھی ہو جاتا ہے وہ بغیر مزید غور کئے اس پر سے گزر جاتے ہیں اور کوئی خاص فائدہ نہیں اٹھاتے۔

لیکن اگر ایسے اتفاقی انکشافات کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا جائے تو ان اتفاقات میں بھی ایک اصول اور قانون ہمیں کارفرما نظر آتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے انسان کو پیدا کر کے جو استعدادیں اس میں ودیعت کی ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ اپنے مشاہدہ اور تجربہ کی روشنی میں استدلال سے کام لے کر علم میں ترقی کرتا چلا جاتا ہے۔ ہماری بیشتر علمی ترقی اسی استعداد کی بدولت ہے غور و فکر اور عقل و استدلال سے کام لے کر ہم نئے نئے قوانین اور نئے نئے اصول دریافت کرتے چلے جاتے ہیں۔ سورج کے طلوع و غروب سے ہم نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ زمین اپنے محور کے گرد گھوم رہی ہے اور اس کی یہ حرکت مغرب سے مشرق کی طرف ہے۔ اسی طرح موسموں کے تغیر و تبدّل اور ان کے درمیانی وقفوں سے ہم زمین کی دوری حرکت، اس کے مدار کا طول اور اس کی رفتار کے بارے میں اندازے لگاتے ہیں۔ جتنا کوئی شخص گردوپیش کے حالات اور معلومہ امور پر غور کرتا ہے اسی قدر اسے نئی باتیں سوجھتی ہیں اور تحقیق و تفتیش کی نئی راہیں کھلتی چلی جاتی ہیں۔

لیکن اس بات سے بھی انکار کی گنجائش نہیں کہ انسان کی عقل و دانش محدود ہے اور وہ ہر چیز غور و فکر سے دریافت نہیں کر سکتا۔ ایک نوبت پر پہنچ کر اس کی عقل جواب دے دیتی ہے اور وہ بے بسی محسوس کرتا ہے۔ پھر کئی باتیں ایسی بھی ہوتی ہیں جن سے وہ یکسر ناواقف ہوتا ہے۔ ایسے امور کو غور و فکر سے دریافت کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایسی صورت میں انسان اس امر کا محتاج ہوتا ہے کہ کوئی اور اس کی رہنمائی کرے۔ مثال کے طور پر ایک بچہ اپنی محنت اور کوشش سے چلنا پھرنا تو سیکھ سکتا ہے لیکن اشیاء کے نام وہ ذاتی کوشش سے نہیں جان سکتا۔ اس کے لئے وہ اس امر کا محتاج ہے کہ کوئی اس کو سکھائے۔ یہی حال بڑے بڑے دانشوروں کا ہے۔ بعض چیزیں وہ خدا تعالیٰ کی دی ہوئی عقل سے کام لے کر اور ذاتی کوشش سے اخذ کر لیتے ہیں لیکن بعض کے سیکھنے کے لئے وہ بیرونی مدد کے محتاج ہوتے ہیں۔

جب کوئی لاینحل مسئلہ انسان کے سامنے آجائے یا ایسی ضرورت حقہ پیدا ہو جائے جس کا علاج انسان کے اختیار میں نہ ہو۔ اس وقت اللہ تعالےٰ خود اپنے بندوں کی رہنمائی کرتا اور ایسے سامان پیدا کرتا ہے جس سے ضرورتیں پوری ہوتی ہیں۔ لاینحل مسائل حل ہو جاتے ہیں اور علم و عمل کی نئی راہیں کھل جاتی ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انّ علینا للھدیٰ یعنی ہدایت دینا ہمارا کام ہے۔ جہاں یہ بات روحانی امور میں درست ہے وہاں دنیوی امور میں بھی بالکل درست ہے۔ سائنسدانوں کے ذہنوں میں جو نئی باتیں آتی ہیں وہ بھی ایک طرح کا القاء ہی ہے لیکن ان کے بارے میں لوگ کہہ سکتے ہیں کہ یہ ان کے غور و فکر کا نتیجہ ہے مگر بعض انکشافات تو ایسے ہوتے ہیں کہ صاف نظر آجاتا ہے کہ خدا کی تقدیر کام کر رہی ہے اور وہ ایسی نئی راہوں کو ہمارے لئے کھول رہا ہے جن تک ہمارا فکر کسی طور سے بھی رسائی حاصل نہیں کر سکتا۔ لوگ اس کو محض اتفاق کہتے ہیں شاید اپنے کے نقطۂ نگاہ سے تو ہم اسے اتفاق کہنے میں حق بجانب ہوں لیکن دقیقہ کے لحاظ سے وہ اتفاق نہیں ہوتا بلکہ خدائے حکیم و خبیر کے مخفی ارادوں اور تدابیر کی ایک کڑی ہوتی ہے جو ٹھیک اپنے وقت پر ظاہر ہوتی ہے اس بات کو واضح کرنے کے لئے چند مثالیں اس جگہ پیش کی جاتی ہیں:۔

نامیاتی کیمیا، کیمیا کی وہ شاخ جس کا تعلق کاربن کے مرکبات سے ہے مٹی کا تیل، پٹرول، چینی، کاغذ، کپڑا نامیاتی مرکب کہلاتے ہیں کیونکہ ان سب میں کاربن موجود ہوتا ہے۔ کاربن کے بیشتر مرکبات بڑے پیچیدہ ہوتے ہیں۔ ان کے ایک ایک سالمہ (molecule) میں بعض دفعہ بیسیوں بلکہ سینکڑوں کاربن کے ایٹم موجود ہوتے ہیں۔ یہ ایٹم ایک دوسرے کے ساتھ کبھی اس طرح ملے ہوتے ہیں جس طرح لمبی زنجیر میں کڑیاں باہم ملی ہوتی ہیں اور کبھی وہ ایک دوسرے کے ساتھ مل کر مختلف قسم کے حلقے بنا لیتے ہیں جیسے تسبیح میں پروئے ہوئے دانے ایک حلقہ کی شکل میں ہوتے ہیں۔

ابتداء میں سائنسدانوں کو اس کا علم نہ تھا کہ کاربن کے ایٹم مل کر حلقے بنا سکتے ہیں۔ ان حلقوں والے مرکبات میں سب سے سادہ مرکب بنزین ہے جس میں چھ کاربن ایٹم اور چھ ہائیڈروجن کے ایٹم ہوتے ہیں۔ یہ مرکب بطور رجڑ کے ہے جس سے حلقہ دار مرکبوں کے کئی خاندان شاخوں کی طرح پھوٹے ہیں۔ جب بنزین دریافت ہوئی اور اس کے خواص کا مطالعہ کیا گیا تو سائنسدانوں کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اس کا ڈھانچہ کس قسم ہے اور تصویری زبان میں اسے کس طرح لکھنا چاہیئے۔ اس کے اکثر خواص ایسے تھے جو زنجیر دار مرکبوں سے بالکل مختلف تھے۔

بہت سے سائنسدان اس مسئلہ پر غور و فکر کر رہے تھے لیکن کسی کی سمجھ میں کوئی بات نہ آتی تھی۔ انہیں سائنسدانوں میں سے ایک کیکولے تھا۔ اس کو بھی اس کا کوئی حل نظر نہیں آتا تھا۔ ایک دن ہاتھ میں چھڑی لئے سیر کو جا رہا تھا۔ اچانک اس کی نگاہوں کے سامنے ایک عجیب نظارہ آگیا۔ اس نے دیکھا کہ چھ کاربن اس کے سامنے رقص کر رہے ہیں۔ ایٹم گھومتے گھومتے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ اور ایک شش پہلو حلقہ بنا لیا جو اس طرح ⬡ ۔ اس نظارے کو دیکھ کر کیکولے کو محسوس ہوا جیسے اندھیری رات میں بجلی کوند جائے۔ بنزین کے ڈھانچے کا

جماعت کے لئے دُعا

فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

"اے میری عزیز قوم اور اے خدا کے فرستادہ کی مقدس جماعت تمہاری بہبودی اور بہتری کا خیال میرے دل کو ہر وقت فکرمند رکھتا ہے۔ اور تمہاری محبت ہمیشہ مجھے بدگمانیوں میں مبتلا رکھتی ہے کہ ع

عشق است و ہزار بدگمانی

اے کاش میں اپنی آنکھوں سے تم کو وہ کچھ دیکھ لوں جو میں دیکھنا چاہتا ہوں۔ اے کاش تمہارا ایمان اور تمہارا یقین اور تمہارا ایثار اور تمہارے اخلاق اور تمہارا تمدن اور تمہارا علم اور تمہارے عمل اور تمہاری قربانیاں ایسی ہوں۔ بلکہ اس سے بڑھ کر جو میں دیکھنی چاہتا ہوں۔ اے کاش تم زمانہ کے دست برد سے محفوظ رہو۔ اے کاش تم ہر قسم کے فتنوں سے بچے رہو۔ خدا تعالیٰ تم میں ہمیشہ وہ لوگ پیدا کرتا رہے جن کے دل تمہاری خیرخواہی اور محبت کے جذبات سے پُر ہوں اور جنکے افکار تمہاری بہتری کی تجاویز میں مشغول۔ تم یتیموں کی طرح کبھی نہ چھوڑے جاؤ۔ اور سورج تم پر لاوارثی کی حالت میں کبھی نہ چڑھے۔ تم خدا کے پیارے ہو اور خدا تمہارا پیارا ہو۔ اے خدا تو ایسا ہی کر اور زندگی اور موت میں مجھے ایسا ہی رکھ۔

خاکسار مرزا محمود احمد ۲۸ جولائی ۲۴ء شائع شدہ ۱۰ اگست ۲۴ء)

(مرسلہ ملک احسان اللہ۔ ربوہ)

ہو گیا اور اس کی سمجھ میں آگیا کہ اس مرکب میں چھ کاربن ایٹم ایک بند حلقہ کی شکل میں موجود ہیں۔ یہ مرکب نامیاتی کیمیا میں ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کی وضاحت ہوتے ہی کیمیا کی اس شاخ میں بڑی سرعت سے ترقی ہونے لگی۔ یہاں تک کہ اب بنزین سے نکلنے والے مرکبات کی تعداد ہزارہا تک پہنچ چکی ہے۔ اور ہر روز اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔ بنزین کا ڈھانچہ کیا واضح ہوا کہ کیمیائی مرکبات کی ایک نئی دنیا پیدا ہو گئی جو وسیع سے وسیع تر ہوتی چلی جا رہی ہے گویا جب انسانی عقل اس مسئلہ کا صحیح حل دریافت کرنے سے عاجز آگئی تو ایک قسم کے کشفی نظارہ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرما دی اور فکر و عمل کا ایک نیا میدان کھول دیا۔ اِنَّ ھُدَی اللّٰہِ ھُوَ الْھُدٰی کی یہ کیسی واضح مثال ہے۔

(۲) اتفاقی انکشافات کی ایک دلچسپ مثال ایکسریز کی دریافت ہے۔ ۱۸۹۵ء کی بات ہے کہ ایک جرمن سائنسدان ولہلم رانجن نامی ورزبرگ یونیورسٹی میں الیکٹران ٹیوب پر تجربات کر رہا تھا۔ الیکٹران ٹیوب ایک بند نلی ہوتی ہے جس میں سے ہوا خارج کر دی جاتی ہے۔ نلی کے دونوں سروں پر بجلی کے تار لگے ہوتے ہیں۔ جب طاقتور بجلی کی رَو اس میں سے گذاری جاتی ہے تو اس میں ایک قسم کی شعاعیں پیدا ہوتی ہیں جن کو کیتھوڈ ریز (Cathode rays) کہتے ہیں۔ ان شعاعوں کی وجہ سے نلی کے ایک سرے پر دھیمی سی سبز روشنی پیدا ہوتی ہے۔ یوں تو یہ شعاعیں نظر نہیں آتیں لیکن جب بعض کیمیائی مادوں مثلاً بیریم پلاٹینو سائنائڈ پر پڑتی ہیں تو ان میں ایک قسم کی چمک پیدا کر دیتی ہیں اور اس چمک سے ان کی موجودگی کا علم ہو جاتا ہے۔

ایک دن رانجن نے نہ معلوم کیا سوچ کر الیکٹران ٹیوب کو گتے کے ایک ڈبہ میں اس طرح بند کر دیا کہ اگر کوئی روشنی پیدا ہو تو وہ باہر نہ نکل سکے۔ کمرہ میں بالکل تاریکی تھی۔ اس قسم کے تجربات اکثر اندھیرے میں ہی کئے جاتے ہیں۔ جب رانجن کی آنکھیں اندھیرے سے ایک حد تک مانوس ہو گئیں تو حسبِ معمول اس نے برقی مشین کا سوئچ دبا دیا اور برقی رو الیکٹران ٹیوب میں گذرنے لگی۔ اچانک اس کی نگاہ ایک ہلکی سی سبز رنگ کی روشنی پر پڑی جو اس کی مشین سے قریباً ایک گز کے فاصلہ پر نظر آ رہی تھی۔ اسے ایسا معلوم ہوا جیسے کوئی بھوت اچانک اس تاریکی میں نمودار ہو گیا ہے۔ اس نے فوراً برقی مشین بند کر دی۔ مشین کے بند ہوتے ہی وہ روشنی بھی غائب ہو گئی۔ اسے بڑا تعجب ہوا کہ آخر یہ معاملہ کیا ہے۔ اس خیال سے کہ یہ مشاہدہ کہیں اس کی آنکھوں کا دھوکا ہی نہ ہو اس نے مشین پھر چلا دی تو روشنی پھر نمودار ہو گئی۔ اسے اب یقین ہو گیا کہ الیکٹران ٹیوب میں سے ایک نئی قسم کی شعاعیں نکل رہی ہیں۔ اس نے دیا سلائی جلا کر دیکھنا چاہا کہ وہ چمکنے والی چیز کیا ہے۔ روشنی میں اسے معلوم ہوا کہ وہاں پر گتے کا ایک ٹکڑا پڑا تھا۔ جس پر اس نے کسی وقت بیریم پلاٹینو سائنائڈ لگا دیا تھا۔ اسے حیرانی ہو رہی تھی کہ اتنی دور پڑا ہوا ٹکڑا کیوں چمکنے لگا۔ اس نے پھر ایک بار مشین کو چلایا۔ جب گتہ چمکنے لگا تو اس نے اسے اٹھا کر الیکٹران ٹیوب کے زیادہ قریب کر دیا۔ اب اس کی چمک میں بہت اضافہ ہو گیا۔ اس سے اسے یقین ہو گیا کہ ٹیوب میں سے کوئی خاص قسم کی شعاعیں نکل کر یہ اثر پیدا کر رہی ہیں۔ وہ جانتا تھا کہ ٹیوب میں جو کیتھوڈ ریز پیدا ہوتی ہیں وہ یہ اثر پیدا نہیں کر سکتی تھیں۔ کیونکہ ان میں یہ صلاحیت نہیں ہے کہ وہ شیشے کی موٹی دیوار اور گتے میں سے گذر سکیں اور ہوا میں ایک گز کا فاصلہ طے کر کے اس مصالحہ کو منور کر سکیں۔

اب اس کی دلچسپی بہت بڑھ گئی۔ اس نے ان شعاعوں کا مطالعہ کرنے کے لئے چند اور دلچسپ تجربات کئے۔ اس نے ایک کتاب اٹھائی اور اسے شعاعوں اور چمکنے والے گتے کے درمیان رکھ دیا لیکن اس کے باوجود وہ گتہ چمکتا رہا۔ پھر اس نے اپنی درکشاپ میں سے دھات کی ایک پتلی سی چادر لا کر دونوں کے درمیان حائل کر دی۔ اس سے گتے کی چمک کمزور پڑ گئی لیکن بالکل غائب پھر بھی نہیں ہوئی۔ اس کے بعد اس نے اپنا ہاتھ شعاعوں کے راستہ میں حائل کر دیا تو اسے یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ گتے پر صرف ہڈیوں کا ڈھانچہ دکھائی دے رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ اس کا ہاتھ نہیں ہے بلکہ کسی مردہ لاش کا ہے۔ جب اس نے اپنا ہاتھ ہلایا تو ڈھانچے میں بھی حرکت ہوئی۔ رانجن کو اپنے ہاتھ کی سب ہڈیاں بشمول انگلیوں کی پتلی ہڈیوں کے صاف نظر آ رہی تھیں۔ ان تمام تجربات سے اسے یقین ہو گیا کہ جو شعاعیں یہ اثرات پیدا کر رہی تھیں وہ بالکل نئی تھیں۔ ان کا ابتک کسی کو علم نہیں تھا۔ چونکہ ان شعاعوں کے لئے اسے کوئی موزوں نام نہیں ملا اسلئے اس نے ان کو ایکس ریز کا نام دے دیا۔ انگریزی زبان میں جو چیز معلوم نہ ہو اس کو "ایکس" کے حرف سے تعبیر کر دیتے ہیں۔ اب اگرچہ ان شعاعوں کی ماہیت پوری طرح معلوم ہو چکی ہے تاہم وہ بدستور اسی نام سے پکاری جاتی ہیں۔ یہ شعاعیں جراحی میں بہت مفید ثابت ہوئی ہیں۔ ان کے ذریعہ جسم کی اندرونی خرابیوں کا ٹھیک ٹھیک علم ہو جاتا اور ان کے علاج میں بہت مدد ملتی ہے۔ یہ شعاعیں گوشت میں سے گذر جاتی ہیں لیکن ہڈیوں میں سے نہیں گذر سکتیں۔ ٹی۔بی کے مریضوں کے سینے کی کیفیت انہیں شعاعوں سے معلوم ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص پھلوں کی ٹوکری میں یا حلوے کے ڈبہ میں سونے کی ڈلیاں چھپا کر لے جانا چاہے تو کسٹم کے افسران ایکس ریز کے ذریعہ اس کا فوراً پتہ لگا لیتے ہیں۔

(باقی)

تقویٰ کے بغیر ہر نیکی مُردہ ہے

مکرم مولوی محمد یار صاحب عارف

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی جماعت کو جہاں تقویٰ پر قائم رہنے کی بہت تاکید فرمائی ہے وہاں تقویٰ کا مفہوم اور مطلب بھی وضاحت سے بیان فرمایا ہے۔ حضور تقویٰ کا مختصر مفہوم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"تقویٰ اس کو کہتے ہیں کہ جس امر میں بدی کا شبہ بھی ہو اس سے بھی کنارہ کرے۔"

(الحکم ۱۰ راگست ۱۹۰۱ء)

پھر فرماتے ہیں:-

"امور تین قسم کے ہوتے ہیں۔ اوّل یقینی بدیہی۔ یعنی ظاہری دیکھنے میں ہی ایک بات (بالبداہت بُری یا بھلی ہے) دوم۔ یقینی نظری یعنی ویسا یقین تو نہیں پھر بھی نظری طور پر دیکھنے میں وہ امر اچھا یا بُرا ہو۔ سوم۔ امور مشتبہ یعنی اُن میں شبہ ہو کہ شاید بُرے ہوں۔ پس متقی وہ ہے کہ اس احتمال اور شبہ سے بھی بچے۔"

(الحکم ۳۱ راگست ۱۹۰۱ء)

علاوہ ازیں تقویٰ کا لطیف اور باریک مفہوم بیان کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں:-

"ہر ایک نیکی تب قبول ہوتی ہے جب اس کے اندر تقویٰ ہو۔ ورنہ قبول نہیں ہوتی۔"

(الحکم ۲۴ راکتوبر ۱۹۰۲ء)

"نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ وغیرہ سب اسی وقت قبول ہوتے ہیں جب انسان متقی ہو۔"

(البدر ۱۲ ردسمبر ۱۹۰۲ء)

"قرآن شریف تقویٰ ہی کی تعلیم دیتا ہے اور یہی اس کی علت غائی ہے اگر انسان تقویٰ اختیار نہ کرے تو اس کی نمازیں بھی بے فائدہ ہیں اور دوزخ کی کلید ہو سکتی ہیں۔ چنانچہ اسی کی طرف سعدی اشارہ کر کے کہتا ہے ؎

کلید درِ دوزخ است آں نماز
کہ در چشم مردم گذاری دراز"

(الحکم ۱۷ راپریل ۱۹۰۳ء)

پس قرآن کریم نے جس تقویٰ پر قدم مارنے کی تاکید فرمائی ہے اس کے مطابق ہماری نیکیاں بھی اسی صورت میں قابل قبول ہو سکتی ہیں جبکہ ہماری نیت بھی پاک اور صاف ہو۔ اگر ہم بظاہر ایک نیک عمل کرتے ہیں لیکن اس میں وہ روح نہیں ہے جس کا اسلام ہم سے تقاضا کرتا ہے تو یہ تقویٰ کے خلاف ہے۔ پس جماعت احمدیہ صرف اسی وقت ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منشاء کے مطابق باعمل کہلا سکتی ہے جب اس کے اعمال تقویٰ کی کسوٹی پر بھی پورے اتریں۔ اگر ہم میں سے کوئی باقاعدہ نمازیں ادا کرتا ہے لیکن نماز کی حقیقت اس میں پیدا نہیں ہوتی۔ روزے رکھتا ہے لیکن روزہ جو خوبی پیدا کرتا ہے وہ ظاہر نہیں ہوتی۔ حج کرتا ہے لیکن حج کرنے سے جو مقصد ہونا چاہیئے وہ پورا نہیں ہوتا۔ زکوٰۃ اور چندہ دیتا ہے لیکن وہ پاکیزگی حاصل نہیں ہوتی جو مال خرچ کرنے سے حاصل ہونی چاہیئے تو ایسا شخص حقیقی مسلمان اور احمدی نہیں ہے کیونکہ ظاہری اعمال بطور جسم کے ہیں اور ان کی روح کا نام تقویٰ ہے۔ جس جسم میں روح نہیں ہے وہ مردہ ہے۔ اسی طرح جن اعمال میں تقویٰ نہیں ہے وہ مردہ ہیں اور نہ صرف بے فائدہ ہیں بلکہ عمل کنندہ کی تباہی کا موجب بن سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں فرماتا ہے:-

لَنْ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوْمُھَا وَلَا دِمَآؤُھَا
وَلٰکِنْ یَّنَالُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ ط

(سورۃ حج آیت ۳۸)

کہ خدا تعالیٰ کے حضور قربانی کے جانوروں کا گوشت اور خون نہیں پہنچتا بلکہ قربانی کرنیوالے کا تقویٰ پہنچتا ہے۔ پھر فرماتا ہے:-

فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ الَّذِیْنَ ھُمْ عَنْ
صَلَاتِھِمْ سَاھُوْنَ۔

یعنی ان نمازیوں کیلئے سزا ہے جو اپنی نمازوں میں روح ڈالنے سے غافل ہیں۔

زمانہ حال میں ظاہرداری بہت بڑھ گئی ہے۔ قدم قدم پر ایسے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے جن کا ظاہر کچھ اور باطن کچھ اور ہے۔ کئی لوگ بظاہر باعمل مسلمان نظر آتے ہیں۔ لیکن ان میں اسلام کی روح یعنی تقویٰ نہیں ہے۔ اگر ہم بھی ایسے ہی بے عمل انسان بن کر سمجھ لیتے ہیں کہ ہم نے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض کو پورا کر دیا ہے تو ہم سخت غلطی پر ہیں۔ جبتک ہم میں اسلام اور احمدیت کی حقیقت پیدا نہ ہو۔ تب تک ہمیں جماعت احمدیہ میں داخل ہونیکا حقیقی فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ احمدیت کے بانی علیہ السلام فرماتے ہیں ؎

ہمیں اُس یار سے تقویٰ عطا ہے ٭ نہ یہ ہم سے کہ احسانِ خدا ہے
کرو کوشش اگر صدق و صفا ہے ٭ کہ یہ حاصل ہو جو شرطِ لقاء ہے
ہر اک نیکی کی جڑ یہ اتقاء ہے ٭ اگر یہ جڑ رہی سب کچھ رہا ہے

پس جب تک ہم اس جڑ کو قائم نہیں کرتے تب تک ہمارے اعمال کا درخت خواہ وہ کتنی ہی شاخوں والا کیوں نہ ہو سرسبز و شاداب نہیں رہ سکتا۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم وابستگانِ احمدیت کو حقیقی احمدی بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ٭

خدام الاحمدیہ کے اعلانات

اطفال الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع

امسال اطفال الاحمدیہ کا سالانہ اجتماع ۲۳-۲۴-۲۵ اکتوبر ۱۹۶۴ء کو ربوہ میں منعقد ہو رہا ہے۔ جس میں بچوں کے دلچسپ علمی اور ورزشی مقابلے ہوں گے اور ان کی دینی اور اخلاقی تربیت کے کئی پروگرام ہوں گے۔

یقین ہے کہ بچے پہلے سالوں سے بڑھ کر اس میں حصہ لیں گے۔ والدین اور قائدین مجالس سے درخواست ہے کہ وہ بچوں کو اجتماع کی تیاری میں مدد دیں۔ تا وہ مرکز احمدیت کے قیام سے زیادہ سے زیادہ مستفید ہو سکیں۔ اور جماعت کے مستقبل کو روشن بنانے والے بن سکیں۔

اس موقع پر دو نئے مقابلے بھی ہوں گے مجالس ابھی سے ان کی تیاری شروع کر دیں۔

(۱) تربیتی چارٹس (قطعات)۔ بچوں کی تربیت سے متعلقہ امور کو خوبصورت عبارتوں اور نقشوں میں پیش کیا جائے۔ یہ کپڑے اور کاغذ یا کسی اور موزوں چیز پر بنائے جا سکیں گے۔

(۲) نغمہ اطفال :- اطفال الاحمدیہ کی اہمیت مقاصد اور پروگرام پر مشتمل ہونا چاہیئے۔ پیش کرنے والی مجلس کی ٹیم ہی اُسے اجتماع میں پڑھے گی۔ ہر دو مقابلوں میں اوّل۔ دوم آنے والی مجالس کو انعامات دیئے جائیں گے۔

(مہتمم اطفال)

نمائندگان شوریٰ

مجالس خدام الاحمدیہ اپنے خدام کی تعداد کے لحاظ سے ہر بیس یا بیس کی کسر پر ایک نمائندہ برائے شوریٰ بھجوا سکتی ہیں۔ خدام کی تعداد مجالس کے بجٹ فارم کے مطابق شمار ہوگی۔ نمائندگان کے ناموں کی فہرست ۲۰ اکتوبر تک مرکز میں آجانی ضروری ہے۔ نیز اس امر کا ذکر ضروری ہے کہ نمائندگان کا تقرر بذریعہ انتخاب مجلس عاملہ مقامی میں فلاں تاریخ کو ہوا ہے۔ قائد مجلس اپنے عہدہ کے لحاظ سے نمائندہ ہوتا ہے۔ مگر وہ اس تعداد میں شامل ہوتا ہے۔ جس کا کسی مجلس کو حق حاصل ہے۔ اگر وہ خود کسی وجہ سے اجتماع میں شامل نہ ہو سکے تو وہ اپنی جگہ کسی اور کو نمائندہ نامزد نہیں کر سکتا۔ بلکہ اس نمائندہ کا باقاعدہ انتخاب ہوگا۔

نمائندگان کے پاس قائد کا تعارفی خط اور بقایا دار نہ ہونے کی تصدیق ہونا ضروری ہے۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

اطفال الاحمدیہ کی ضرورت

حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں :-

"قومی نیکیوں کے تسلسل کے قیام کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ کہ اس قوم کے بچوں کی تربیت ایسے ماحول اور ایسے رنگ میں ہو۔ کہ وہ ان اغراض و مقاصد کو پورا کرنے کے اہل ثابت ہوں۔ جن اغراض و مقاصد کو لے کر وہ قوم کھڑی ہوئی ہو" (الفضل ۲۲/۴/۳۸)

عہدیداران جماعت توجہ فرمائیں۔ کہ انہیں حضور کے اس ارشاد کی تعمیل میں اپنی جماعت کے بچوں کی تربیت کے لئے کیا کچھ کرنا چاہیئے۔

کم از کم وہ حضور کی خواہش کے مطابق مجلس اطفال الاحمدیہ قائم کر کے سب بچوں کو اس کے پروگراموں میں شمولیت کے لئے تیار کریں۔

مجلس اطفال الاحمدیہ کے نظام اور کام کے متعلق معلوماتی لٹریچر مفت مل سکتا ہے۔

(مہتمم مال اطفال الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

تعلیم الاسلام انٹرمیڈیٹ کالج گھٹیالیاں (ضلع سیالکوٹ)

کے لئے

ایک لائبریرین کی ضرورت

تعلیم الاسلام انٹرمیڈیٹ کالج گھٹیالیاں (ضلع سیالکوٹ) میں اس وقت ایک لائبریرین کی فوری ضرورت ہے۔ ایسے اصحاب جو میٹرک پاس ہوں۔ اور لائبریری کی ٹریننگ کا سرٹیفکیٹ رکھتے ہوں، درخواست دے سکتے ہیں۔ عمر کی کوئی شرط نہیں۔ تنخواہ حسب لیاقت اور حسب کام دی جائے گی۔ (پرنسپل)

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں۔ (منیجر)

انصار اللہ کے اعلانات

چالیس روزہ صدقہ اور انصار اللہ

گذشتہ سالانہ اجتماع پر حضور اقدس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی شفایابی کے سلسلہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا منور احمد صاحب قائد ایثار نے دعا کا جو طریق تجویز فرمایا تھا وہ احباب کی اطلاع کے لئے دوبارہ درج کیا جاتا ہے۔ تاکہ صدقہ کے ان ایام میں دعاؤں پر بھی زیادہ سے زیادہ زور دیا جا سکے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جب ایک دفعہ شدید بیمار ہوئے تو حضور کو الہاماً بتایا گیا کہ "سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم۔ اللھم صل علیٰ محمد و آل محمد۔ بار بار پڑھ کر دم کریں"

چنانچہ ایسا کرنے سے حضور کی بیماری کو اللہ تعالیٰ نے مکمل طور پر دور فرما دیا تھا۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آڑے وقت کے لئے مندرجہ ذیل دعا سکھائی ہے۔

"اے میرے محسن اور میرے خدا میں تیرا ناکارہ بندہ پُر معصیت اور پُر غفلت ہوں۔ تُو نے مجھ سے ظلم پر ظلم دیکھا اور انعام پر انعام کیا۔ گناہ پر گناہ دیکھا اور احسان پر احسان کیا۔ تُو نے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی اور اپنی بے شمار نعمتوں سے متمتع کیا۔ سو اب بھی مجھ نالائق اور پُر گناہ پر رحم فرما اور میری بے باکیوں اور ناسپاسیوں کو معاف فرما اور مجھے میرے اس غم سے نجات بخش کہ بجز تیرے اور کوئی چارہ گر نہیں"

آج کل حضرت امیر المومنین کی علالت کے پیش نظر۔ احباب جماعت کو ان دونوں دعاؤں کو ہر وقت پڑھتے رہنا چاہیئے۔

(نائب قائد ایثار)

چندہ سالانہ اجتماع

مجلس کے سالانہ اجتماع کی تاریخوں کا اعلان ہو چکا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے۔ کہ ہر سال ہمارا یہ اجتماع پہلے سال سے بڑھ کر ہوتا ہے۔ اجتماع میں شامل ہونے والوں کی تعداد میں ہر سال اضافہ ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے اور بڑھائے۔ مرکز کا فرض ہے کہ اجتماع کے تمام انتظامات اور مہمانوں کی رہائش و خوراک کا انتظام تسلی بخش طریق پر کرے۔ لیکن اس میں آپ کے تعاون کی بھی ضرورت ہے۔ ہر رکن کے لئے لازم ہے چندہ اجتماع جو صرف ایک روپیہ فی رکن مقرر ہے۔ وہ اجتماع سے قبل ادا کر دیں۔ تاکہ مرکز سہولت سے سب انتظام بروقت کر سکے۔ جزاکم اللہ خیراً۔

تعمیر دفتر انصار اللہ

مجلس مرکزیہ کے دفاتر میں اس وقت نیا کنواں اور اس پر بجلی کا موٹر لگایا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ بعض اور تعمیری کام بھی مد نظر ہیں۔ احباب نے مرکز کے ساتھ بڑی فراخدلی سے تعاون کیا تھا۔ جس کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے نہایت عمدہ اور باوقار عمارت تعمیر ہو چکی ہے۔ لیکن سلسلہ کی وسعت کے ساتھ ساتھ بہرحال عمارتوں میں بھی وسعت ہوگی۔ جس کے لئے اراکین نے ہی فنڈز مہیا کرنے ہیں۔ پس موجودہ ضرورت کے پیش نظر ان اراکین سے جن کو اللہ تعالیٰ نے وسعت کے ساتھ دینی اور قومی کاموں میں بڑھ چڑھ کر خرچ کرنے کیلئے دل دیا ہے درخواست کرتا ہوں کہ اس فنڈ میں ضرور حصہ لے کر یہ رقم پوری کر دیں۔ یہ خیال نہ کریں کہ وہ ایک دفعہ اس میں حصہ لے چکے ہیں۔ اسلئے دوبارہ اس مد میں چندہ دینے کی ضرورت نہیں۔

زعماء ہر رکن سے بھی حسب استطاعت اس مد میں چندہ وصول کر کے جلد بھجوائیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(قائد مال انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

درخواست ہائے دعا

٭ سہیل سلیمی صاحب ایک حادثہ میں شدید زخمی ہو گئے ہیں۔ ٭ محمد یونس ولد محمد اسمٰعیل صاحب بمقام بلرٹے ضلع شیخوپورہ سخت بیمار ہیں۔ ٭ مولوی محمد شفیع صاحب آف ننکانہ بعض عوارض میں مبتلا ہیں۔ ٭ محمد عیسیٰ صاحب منور راولپنڈی کی والدہ صاحبہ و اہلیہ صاحبہ اکثر بیمار رہتی ہیں۔ ٭ رشید احمد صاحب مسلم کو دانت درد کا شدید دورہ پڑا ہے۔ ان سب کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

پتہ مطلوب ہے :- نور الدین صاحب و محمد الدین صاحب و برکت علی صاحب ولد سندھی قوم راجپوت موضع بلوٹہ دال کھنور تحصیل و ضلع ہوشیارپور کا پتہ مطلوب ہے۔ اگر کسی دوست کو علم ہو تو اطلاع دیں۔

(عبد الحمید حجام ولد اللہ دتہ بمقام مورو سندھ ضلع نواب شاہ)

امانت تحریک جدید میں روپیہ رکھوانا فائدہ بخش بھی ہے اور خدمت دین بھی (حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ) افسر امانت تحریک جدید ربوہ

بیرونی ممالک رونما ہونے والے بعض واقعات

عرب جمہوریہ اور عراق کا متوقع اتحاد۔

قاہرہ :۔ معتبر ذرائع کی اطلاع کے مطابق اکتوبر میں عراق اور متحدہ عرب جمہوریہ کے ادغام کا اعلان کر دیا جائے گا اس اعلان کے تحت دونوں ملکوں کے عوام کو ایک قوم کی حیثیت حاصل ہو گی اور دونوں ملکوں میں کسی قسم کا امتیاز باقی نہیں رہے گا۔ اس اعلان سے قبل دونوں ملکوں کی مشترکہ صدارتی کونسل کا اجلاس ہو گا جس کے انعقاد کا ابھی تک کوئی اعلان نہیں کیا گیا۔ توقع ہے کہ اجلاس اکتوبر کے پہلے ہفتہ میں قاہرہ میں منعقد ہو گا۔

دونوں ملکوں کے سربراہوں نے اپنے اپنے ملکوں کی سیاسی جماعتوں کو مدغم کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اس فیصلہ کے مطابق متحدہ عرب جمہوریہ اور عراق کی سیاسی جماعتوں کو ایک تنظیم بنا دیا جائے گا دونوں ملکوں کی سیاسی جماعتوں کو ایک دوسرے میں مدغم کرنے کا فیصلہ اسکندریہ میں صدر ناصر اور عراق کے صدر عبدالسلام عارف کی بات چیت کے بعد کیا گیا۔

یاد رہے کہ دونوں ملکوں کے سربراہوں کے ایک اور اعلان کے مطابق ۲۶ مئی کو دونوں ملکوں کی مشترکہ صدارتی کونسل قائم کی گئی تھی دونوں ملکوں کی سیاسی جماعتوں کو ایک دوسرے میں ضم کرنے کا فیصلہ مشترکہ صدارتی کونسل بنانے کے فیصلہ کے بعد دونوں ملکوں کے ادغام کی طرف انتہائی اہم اقدام ہے۔ متحدہ عرب جمہوریہ اور عراق کا اتحاد اسی بنیاد پر قائم کیا جائے گا جس بنیاد پر ۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۱ء تک شام اور متحدہ عرب جمہوریہ کا اتحاد رہا ہے۔

دولت مشترکہ کے تارکین وطن۔

لنڈن۔ دولت مشترکہ کے تارکین وطن کی مشاورتی کونسل نے زور دیا ہے کہ برطانیہ میں آنے والے تارکین وطن کو روانی سے انگریزی بولنا سکھایا جائے۔ اس کونسل کی تشکیل وزیر داخلہ مسٹر ہنری بروک نے کی تھی اور اس کا کام برطانیہ میں دولت مشترکہ کے تارکین وطن کی فلاح و بہبود پر مشورے دینا ہے تاکہ وہ برطانوی معاشرے میں گھل مل جائیں۔

کونسل نے اپنی تیسری رپورٹ شائع کی ہے جس میں نوجوان تارکین وطن کے ان مسائل پر روشنی ڈالی گئی ہے جنہیں سکولوں میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے برطانیہ میں روزگار تلاش کرنا پڑتا ہے تارکین وطن نوجوان جب برطانیہ آتے ہیں تو وہ انگریزی بولنا نہیں جانتے جب تک وہ زبان پر مہارت حاصل نہیں کر لیتے انہیں ملازمت کے حصول میں دقت پیش آتی ہے۔ وہ تارکین وطن جن کی مادری زبان انگریزی ہے ایسے لہجے اور اس انداز سے انگریزی بولتے ہیں جس سے برطانوی عوام کے کان آشنا نہیں ہیں اگر سکول سے فارغ التحصیل لڑکا ایسی انگریزی بولتا ہے جو دوسرے لوگ فوراً نہیں سمجھ پاتے تو ظاہر ہے اسے ملازمت حاصل کرنے میں بہت دقت پیش آئے گی۔

کونسل نے مشورہ دیا ہے کہ برطانوی سکولوں نئی کالجوں اور دوسرے اعلیٰ تعلیمی اداروں میں بھی جہاں تارکین وطن زیر تعلیم ہیں انگریزی زبان سکھانے پر زیادہ توجہ دی جائے گی نیز یہ بھی تجویز پیش کی ہے کہ تارکین وطن کی تعلیم ملازمت اور فلاح و بہبود سے متعلق تمام اداروں کو چاہیئے کہ وہ انگریزی سیکھنے کی تحریک چلائیں۔

امراض قلب کے ماہر ڈاکٹر

بالٹی مور۔ امراض قلب کے ماہر ڈاکٹر الفریڈ بلالوک ۶۵ سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ انھوں نے ان نوزائیدہ بچوں کے دل کے اپریشن کا طریقہ دریافت کیا تھا جو پیدائشی طور پر دل کی بیماری میں مبتلا ہوتے ہیں۔ ان کی دریافت کی وجہ سے بچوں کی جانیں بچانے کا اہم طریقہ دنیا کو معلوم ہو گیا۔

عالمی بنک کی سالانہ کارگزاری کا جائزہ

ایک سال میں ۹ کروڑ ۷۵ لاکھ ڈالر کی خالص آمدنی

اقوام متحدہ کے عالمی بنک نے ایک رپورٹ میں بتایا ہے کہ ۳۰ جون ۱۹۶۲ء کو ختم ہونے والے مالی سال میں اسے نو کروڑ پچھتر لاکھ ڈالر کی خالص آمدنی ہوئی ہے سال کے دوران میں قرضوں پر جو کمیشن ملی اس کا میزان تین کروڑ ۳۲ لاکھ ڈالر تھا یہ رقم خاص محفوظ سرمایے میں جمع کر دی گئی۔ جس سے اس کا کل میزان اٹھائیس کروڑ اکیاسی لاکھ ڈالر ہو گیا۔ ۱۹۶۲ء میں ختم ہونے والے مالی سال میں خالص آمدنی کی رقم آٹھ کروڑ تیس لاکھ ڈالر اور قرضوں پر کمیشن کی رقم تین کروڑ ۱۳ لاکھ ڈالر تھی۔

مالی سال ۱۹۶۲ء کی خالص آمدنی اسی مد یعنی خالص آمدنی کے حساب میں جمع کر دی گئی۔ یہ اس قرارداد کے بموجب کیا گیا جسے ایگزیکٹو ڈائریکٹروں نے ستمبر ۱۹۶۳ء میں منظور کی تھی۔ اور اس کی تصدیق گورنروں کے بورڈ نے بھی کر دی تھی۔ ۳۰ جولائی ۱۹۶۲ء کو ایگزیکٹو ڈائریکٹروں نے سال کی خالص آمدنی میں سے ۴ کروڑ ۷۵ لاکھ ڈالر فاضل ریزرو فنڈ میں ڈال دیئے جس سے اس مد کا میزان ساٹھ کروڑ چھپن لاکھ ڈالر ہو گیا۔ اس طرح محفوظ سرمایے کا کل میزان جس میں خاص محفوظ سرمایہ شامل ہے نوای کروڑ ۳۷ لاکھ ڈالر ہو گیا سال کی خالص آمدنی میں سے باقی ماندہ ۵ کروڑ ڈالر کے بارے میں ایگزیکٹو ڈائریکٹروں نے گورنروں کے بورڈ سے سفارش کی ہے کہ اگلے سالانہ اجلاس میں جو ٹوکیو میں ہو گا اس پر کارروائی کی جائے۔ اور وہ یہ کہ اس رقم کو بنک سے الحاق رکھنے والی بین الاقوامی انجمن ترقیات کی تحویل میں دے دیا جائے۔

قرضوں پر ملنے والی کمیشن کے علاوہ ۱۹۶۲ء کے مالی سال میں کل آمدنی اکیس کروڑ اکیانوے لاکھ ڈالر ہوئی۔ جب کہ اس سے پہلے سال میں وہ بیس کروڑ انتالیس لاکھ ڈالر تھی، اخراجات۔ جن میں دس کروڑ ۲۶ لاکھ ڈالر کی وہ رقم بھی شامل ہے جو خود بنک نے لئے ہوئے قرضوں پر سود کی صورت میں ادا کی مجموعی طور پر بارہ کروڑ ۱۷ لاکھ ڈالر ہوئے جب کہ پچھلے سال کے کل اخراجات بارہ لاکھ ڈالر تھے۔

سال کے دوران میں بنک نے ۲۷ قرضے جن کی رقموں کا میزان ۸۰ کروڑ ننانوے لاکھ ڈالر ہوا جب کہ پچھلے سال دیئے ہوئے قرضوں کا میزان ۴۴ کروڑ ۷۰ لاکھ ڈالر تھا۔ الجزائر کو ایک چلی کو دو، چین کو ایک۔ کولمبیا کو دو۔ کوسٹاریکا، ڈنمارک، ایکوئے ڈور۔ ال سلویڈور، حبشہ۔ فن لینڈ، اور ایران کو ایک ایک۔ جاپان کو دو۔ لائبیریا کو ایک۔ ملائشیا کو دو۔ مالٹا۔ موریشیس، میکسیکو کو ایک ایک، نیوزی لینڈ کو دو، نائیجیریا، ناروے کو ایک ایک پاکستان کو تین، پیرو اور پرتگال کو دو دو۔ سیمی تھائی لینڈ ٹیونیشیا، وینی زویلا اور یوگوسلاویہ کو ایک ایک قرضے دیئے گئے۔ اس طرح تہتر ملکوں اور علاقوں میں مجموعی طور پر تین سو چھیاسی قرضے دیئے جا چکے ہیں جن کی رقموں کا میزان سات ارب ۹۳ کروڑ تیرہ لاکھ ڈالر ہو گیا ۳۰ جون تک تنسیخات، زرمبادلہ کے ردوبدل، واپسی اور قرضوں کی فروخت کے باعث، قرضوں کا وہ حصہ جو کچھ بھی بنک کی تحویل میں رہا کم ہو کر پانچ ارب ۹ اکروڑ ۱۹ لاکھ ڈالر ہو گیا۔

قرضوں پر تقسیم رقوم کا میزان چھپن کروڑ نوای لاکھ ڈالر ہوا۔ جب کہ گزشتہ سال میں یہ میزان باسٹھ کروڑ چار لاکھ ڈالر تھا۔ ۳۰ جون ۱۹۶۲ء تک تقسیم رقوم کا مجموعی میزان پانچ ارب اٹھانوے کروڑ ۴۴ لاکھ ڈالر تھا۔

سال کے دوران میں بنک نے قرضوں کی جو اصل زر بیچنے پر رضامندی ظاہر کی۔ وہ ستر کروڑ ۴۳ لاکھ ڈالر تھی۔ جب کہ پچھلے سال اسی مد کی رقم ستائیس کروڑ ۳۳ لاکھ ڈالر تھی۔ ۳۰ جون تک ایسی تمام فروختگیوں کا میزان ایک ارب ۷۰ کروڑ ۸۶ لاکھ ڈالر ہو گیا۔ اس میں سے چھ کروڑ نوے لاکھ ڈالر کے سوا باقی تمام رقوم کے لئے بنک کی ضمانت ہے، بنک سے دیئے گئے قرضوں کی رقوم میں سے جو رقمیں سال کے دوران میں واپس ملیں ان کا میزان گیارہ کروڑ ۴۷ لاکھ ڈالر ہوا۔ اور قرضوں کے حصے خریدنے والوں کو جو رقوم واپس ملیں ان کا میزان ۱۵ کروڑ ڈالر ہوا۔ اس طرح ۳۰ جون تک واپس کی جانے والی رقوم اصل زر کا کل میزان ایک ارب ۵۸ کروڑ ۶۲ لاکھ ڈالر ہوا۔ اس میں سے ۷۰ کروڑ ۲۷ لاکھ ڈالر بنک کو اور ۸۱ کروڑ ۳۵ ڈالر ان خریداروں کو ملے جن کو بنک کے قرضداروں کی ذمہ داریاں فروخت کر دی گئی تھیں

سال کے دوران میں پندرہ ملک بنک کے ممبر بنے :- الجزائر۔ برونڈی، کیمرون، وسطی افریقہ

جمہوریہ۔ چاڈ۔ کونگو (برازاویل) کونگو (لیوپولڈویل) داھومی، گابون۔ گنی۔ کینیا، مالاگاسی جمہوریہ، مالی، موریطانیہ۔ روانڈا۔ ٹرینیڈاڈ ٹوباگو اور یوگنڈا۔ ۳۰ جون ۱۹۶۲ء تک بنک کے ممبروں کی مد میں چندوں کا میزان اکیس ارب اٹھارہ کروڑ ۶۰ لاکھ ڈالر ہو گیا۔

وزیر آباد کے احباب
الفضل کا تازہ پرچہ
مکرم شیخ عنایت اللہ صاحب
ایجنٹ روزنامہ الفضل
وزیر آباد
سے حاصل کریں (مینیجر)

ہمدرد نسواں (اٹھرا گی گولیاں) دواخانہ خدمت خلق رجسٹرڈ ربوہ سے طلب کریں مکمل کورس ۱۹ انیس روپے

"اس بارہ میں تاریخ کا فیصلہ واضح ہے کہ مسیح حقیقی معنوں میں ایک انسان ہی تھا"

"مسیح کے متعلق ہمارے فکر کا آغاز معلومہ حقائق سے ہونا چاہیئے کسی روایتی نظریہ سے نہیں"

مغربی ممالک کے عیسائی عوام اور ان کے جدید مذہبی رجحانات کی ایک جھلک

آج سے قریباً ۷۰ سال قبل حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالےٰ سے خبر پاکر دنیا کو یہ بشارت دی تھی کہ ــــ "وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں ملکوں میں پھیلے گی۔ اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا لیکن نہ کسی تلوار سے نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے"۔ (اشتہار ۱۴ر جنوری ۱۸۹۷ء)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی دی ہوئی یہ بشارت آج کس شان سے پوری ہو رہی ہے اس کا اندازہ مغرب میں عیسائیت کی ناکامی کے متعلق خود مغربی محققین کے ان بیانات سے لگایا جا سکتا ہے جو آئی زمانہ بڑی کثرت سے شائع ہو رہے ہیں۔ ایسے ہی ایک بیان مدیر قارئین کیا جا رہا ہے جو مسیحی دینیات کے ایک امریکی پروفیسر مسٹر ایڈورڈ ایل لوئس کا ہے انھوں نے مسیحی عقائد پر ایک درسی کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "A MANUAL OF CHRISTIAN BELIEFS" اس میں انھوں نے "مسیح بیسویں صدی میں" کے زیر عنوان ایک علیحدہ باب باندھا ہے اس باب میں انھوں نے وضاحت سے بیان کیا ہے کہ بیسویں صدی کے عیسائی مسیح کو خدا ماننے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہیں۔ وہ اس نظریہ کی طرف زیادہ سے زیادہ مائل ہوتے جاتے ہیں کہ مسیح اپنی تمام اعلیٰ صفات کے باوجود صرف اور صرف ایک انسان ہی تھا چنانچہ وہ مغرب میں رہنے والے بیسویں صدی کے عیسائیوں کے تصورات کا ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں :-

"مسیح کا ایک مخصوص رنگ میں خدا اور پیدائش عالم کے مقصد سے تعلق تھا۔ اس بارہ میں تاریخ کا فیصلہ بالکل واضح ہے۔ لیکن اس تعلق کے باوجود وہ حقیقی معنوں میں تھا ایک انسان ہی ۔ ۔ ۔ ۔ مسیح کے متعلق ہمارے فکر کا آغاز معلومہ حقائق سے ہونا چاہیئے کسی روایتی نظریہ سے نہیں۔ تاریخی اعتبار سے جو کچھ ہم جانتے ہیں یہ ہے کہ مسیح ایک انسان کے طور پر ظاہر ہوا جس نے اس دنیا میں اسی طرح زندگی شروع کی جس طرح ہم سب اپنی زندگی شروع کرتے ہیں جب تک وہ دنیا میں رہا لوگوں نے اس میں انسانی اوصاف ہی محسوس کئے چند ایک قریبی تعلق رکھنے والوں نے دیکھا کہ اس کی انسانیت ایک خاص قسم کی ہے۔ مسیح ایسی باتیں کہتا ہے اور پھر انہیں ممکن کر دکھاتا ہے کہ جو دوسروں کے لئے ممکن نہیں۔ اس کی وفات کے بعد چند سال کے اندر اندر ہزاروں انسان ایسے پیدا ہو گئے جو اسی نتیجہ پر پہنچے کہ اس کی انسانیت ایک خاص قسم کی تھی اس کی وجہ معلوم کرنے کی کوشش میں انھوں نے اس کی الوہیت پر زور دینا شروع کر دیا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

مسیح کے متعلق جدید نظریہ اسی تاریخی حقیقت کی طرف عود کر رہا ہے یہ نظریہ اس امر کو تسلیم کرتا ہے کہ عہد نامہ جدید میں بعض بیانات ایسے ہیں کہ جن سے اعتقادی انداز فکر کی تائید ہوتی ہے اور جو مسیح کو اس طور پر پیش کرتے ہیں کہ گویا وہ ایک فوق البشر ہستی تھا جس نے انسانیت کا روپ دھار لیا تھا۔ لیکن جدید نظریہ اس بات پر زور دیتا ہے کہ ان بیانات کو تاریخی حقائق کی روشنی میں پرکھا جائے۔ تاریخ مسیح کو دوسرے انسانوں کی طرح ایک انسان کے طور پر پیش کرتی ہے ایسے بیانات کا درجہ توضیحی اور توجیہی آیات سے زیادہ نہیں سمجھنا چاہیئے۔ اور اس لحاظ سے وہ تنقید سے بالا نہیں ہیں۔"

(مسیحی عقائد کا کتابچہ (انگریزی) صفحہ ۹۳)

مجالس انصار اللہ ضلع گجرات کا تربیتی اجتماع

ضلع گجرات کی مجالس انصار اللہ کا دو روزہ تربیتی اجلاس انشاء اللہ العزیز مورخہ ۹، ۱۰ر اکتوبر کو گجرات شہر میں منعقد ہوگا۔ اس اجتماع میں شمولیت کے لئے مرکز سے علمائے سلسلہ کے علاوہ محترم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب صدر مجلس بھی تشریف لے جا رہے ہیں۔ انصار اللہ سے گزارش ہے کہ وہ بکثرت اجتماع میں شامل ہو کر مستفیض ہوں۔

(قائد عمومی مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

قائدین مجالس خدام الاحمدیہ کی فوری توجہ کے لئے

مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ کا تئیسواں سالانہ اجتماع ۲۳-۲۴-۲۵ر اکتوبر ۱۹۶۴ء مرکز ربوہ میں اپنی سابقہ شاندار روایات کے ساتھ منعقد ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ۔ مقام اجتماع میں داخل ہونے سے پہلے ہر خادم کو اپنا نام اور دیگر ضروری کوائف (مع تصدیق قائد مجلس) کا اندراج دفتر بیرون میں کرانا ضروری ہوگا اس غرض کے لئے مجوزہ فارم قائدین مجالس کی خدمت میں جلد بھجوائے جائیں گے۔ قائدین مجالس سے گزارش ہے کہ وہ بواپسی مفصل اطلاع دیں۔ کہ ان کی مجلس کے کتنے اراکین اجتماع میں شامل ہوں گے تاکہ اس تعداد کے مطابق انہیں فارم بھجوا دیئے جا سکیں۔

قائدین کرام کی طرف سے یہ اطلاع جلد موصول ہو جانی ضروری ہے۔

(منتظم دفتر بیرون سالانہ اجتماع ۱۹۶۴ء)

محترمہ بیگم صاحبہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات پر

مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی قرارداد تعزیت

مجلس عاملہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ حضرت سیدہ ام متین صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی والدہ ماجدہ محترمہ بیگم صاحبہ حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی وفات پر گہرے رنج و الم کا اظہار کرتی ہے۔ حضرت ممانی جان صاحبہ مرحومہ مغفورہ کو سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک جلیل القدر بزرگ اور صوفی منش ولی اللہ کی اہلیہ اور حضرت المصلح الموعود اطال اللہ بقاءہٗ کی خوش دامنہ ہونے کا فخر حاصل تھا ذاتی طور پر بھی اللہ تعالےٰ نے آپ کو ایسی بلند صفات کا مالک بنایا تھا جو ہم سب کے لئے قابل تقلید ہیں آپ نہایت عابدہ شاکرہ مہمان نواز۔ خوش خلق اور ہر ایک کے ساتھ شفقت و ہمدردی کے ساتھ پیش آنے والی بزرگ خاتون تھیں۔

ہم اس صدمہ میں حضرت سیدہ ام متین صاحبہ آپ کے بھائیوں اور بہنوں سے اور دیگر تمام افراد خاندان حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ و حضرت میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ عنہ سے گہری ہمدردی اور تعزیت کا اظہار کرتی ہیں۔ اور اللہ تعالےٰ سے دعا ہے کہ وہ حضرت سیدہ مرحومہ کو جنت الفردوس میں بلند درجات عطا فرمائے اور ہم سب کو ان کے نیک اوصاف کو اپنانے اور اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین!

(سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ۔ ربوہ)

فوری ادائیگی کی ضرورت

(محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب)

وقف جدید کے چندہ جات کی ادائیگی کی رفتار ناتسلی بخش اور باعث تشویش ہے احباب جماعت سے مخلصانہ گزارش ہے کہ مہربانی فرما کر ادائیگی کی طرف توجہ دیں اسی طرح نئے وعدے بھجوانے والے احباب اگر وعدوں کے ساتھ ادائیگی فرما سکیں تو بہت ہی کار ثواب ہوگا اللہ تعالیٰ سب ایسے مخلصین کو اپنے حضور سے جزائے خیر دے۔ آمین

ایک ہزار یا اس سے زائد

(محترم صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب ناظم وقف جدید)

وقف جدید کو ایسے مخلصین کی ضرورت ہے جو ایک ہزار روپیہ یا اس سے زائد چندہ سالانہ دینے کی استطاعت رکھتے ہوں اور ان کے دل اللہ تعالےٰ کے فضل سے اس قربانی کے لئے تیار ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کے دلوں کو اس نیکی پر آمادہ فرمائے اور اس کا شاندار اجر عطا فرمائے آمین

اس وقت ہمارے ۹۸ فیصد چندہ دہندگان اوسطاً چار روپے کے لگ بھگ سالانہ چندہ ادا کر رہے ہیں وسیع پیمانہ پر اس غریب اکثریت کو چندہ بڑھانے پر آمادہ کرنا نہ صرف وقت طلب ہے بلکہ زیادہ خرچ چاہتا ہے جس کے مقابل پر کچھ زیادہ آمد بڑھنے کی توقع بھی نہیں کی جا سکتی پس اس کا ایک ہی حل ہے کہ وہ خوش قسمت جن کو اللہ تعالےٰ نے دین و دنیا کی حسنات عطا فرمائی ہیں اظہار تشکر کے طور پر اللہ کے کئے ہوئے فضلوں کے شایان شان قربانی دیں۔ یہ ایک ایسی تجارت ہے جس میں کوئی گھاٹا نہیں!